نصرت بالرعب کا نشان اور جماعت احمدیہ کی تعداد کی وضاحت۔ دعا ہے کہ میری زندگی میں ایک کروڑ نئے احمدی ہو جائیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ ر اکتوبر ۱۹۹۱ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں۔

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٤﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٥﴾

(الانفال: ۴۵،۴۴)

پھر فرمایا:۔

یہ آیات کریمہ جن کی میں نے تلاوت کی ہے، ان کا تعلق غزوۂ بدر سے ہے اور غزوۂ بدر سے پہلے کی اس رؤیا کا اس میں ذکر کیا گیا ہے جس میں آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دشمن کو تھوڑا کر کے دکھایا تھا۔ یعنی اگرچہ عملاً دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی مگر اس مبارک رؤیا میں دشمن کی تعداد

تھوڑی کر کے دکھائی گئی اور اس ذکر کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم نے ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو اس وقت تمہیں بھی، تم سب کو وہ تھوڑے دکھائی دیئے۔ وَيُقَلِّلُكُمْ فِيٓ اَعْيُنِهِمْ اور خدا ان کی نگاہوں میں تمہیں تھوڑا دکھا رہا تھا۔ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا تا کہ خدا تعالیٰ اس معاملے کا فیصلہ صادر فرمادے جس نے ہو کر رہنا تھا۔ جو مقدر ہو چکا تھا وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور خدا ہی کی طرف تمام امور لوٹائے جاتے ہیں۔

ان آیات کا تعلق مسلمانوں کی تعداد اور اس کے مقابل پر دشمن کی تعداد سے ہے اور اس کا اس رنگ میں دکھایا جانا کہ دونوں ایک دوسرے کو اپنے سے کم دیکھ رہے تھے۔ ان آیات کا انتخاب میں نے اس لئے کیا ہے کہ آج میں جماعت کی تعداد کے مسئلہ پر گفتگو کروں گا اور بہت سے غلط خیالات جو پھیلے ہوئے ہیں بہت سے اعتراضات ہیں جو اس سلسلہ میں کئے جاتے ہیں اور بے یقینی کی بعض کیفیات ہیں اس لئے ضرورت سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر ضرور کچھ نہ کچھ کہا جائے۔

کچھ عرصہ پہلے مجھے ہندوستان سے کانپور سے بھی ایک خط ملا۔ اس میں یہ ذکر تھا کہ دشمن ابھی تک ہمیں بہت ہی تھوڑا بتاتا ہے اور جہاں تک جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہیں ہم ایک کروڑ کی تعداد لکھے ہوئے دیکھتے ہیں، کہیں ڈیڑھ کروڑ کی تعداد بھی سنائی دیتی ہے اس لئے عجیب ابہام کی سی کیفیت ہے اس سلسلہ میں ضرور روشنی ڈالیں کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

ایک کروڑ کی تعداد کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رضی اللہ تعالیٰ کے ایک جلسہ کے موقع پر ایک اعلان سے ہوا غالباً ۲۰ سال یا اس سے کچھ زائد عرصہ کی بات ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جلسہ سالانہ پر احمدیوں کی تعداد کے متعلق اپنا تخمینہ ایک کروڑ کا بتایا تھا۔ اس سے پہلے ایک مرتبہ ایک نجی محفل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کی تعداد کے متعلق جو اندازہ بتایا اس پر میں نے مؤدبانہ یہ عرض کیا کہ میرے نزدیک اس سے بہت کم ہے جتنی آپ کا اندازہ ہے۔ آپ نے اس بات کو قبول نہیں کیا اور تفصیل سے مجھے یاد نہیں کیا دلائل پیش فرمائے لیکن مجھے اس ساری گفتگو کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ بہت سی جماعتیں خصوصاً بیرونی ممالک اور پاکستان میں بعض اضلاع کی جماعتیں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں جب جماعت کے اندازے پیش کرتی ہیں تو پوری احتیاط سے کام نہیں لیتیں۔ ایک ملک کے متعلق مجھے یاد ہے کہ اس کے ذکر میں آپ نے فرمایا کہ وہاں دس لاکھ کی

تعداد پہنچ چکی ہے بعد میں مجھے بھی اس ملک کے دورہ کا موقعہ ملا لیکن میرے اندازے کے مطابق پانچ لاکھ کے لگ بھگ تعداد تھی ۔ تو اندازوں میں فرق ہوتا ہے لیکن جہاں تک میں نے اس گفتگو سے اندازہ لگایا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو پورا یقین تھا کہ یہی تعداد ہے اور نعوذ باللہ من ذالک اس میں کسی مبالغہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چونکہ مقام ادب یہ تھا کہ اس کے بعد میں زبان نہ کھولتا اس لئے اس موضوع پر پھر کبھی میں نے کسی سے گفتگو نہیں کی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا اور خلافت کی ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈالی گئی تو مجھے اکثر بیرونی ممالک میں دورہ کے وقت اس سوال کا سامنا ہوا اور میرے لئے اس وقت یہ ایک بہت ہی مشکل مسئلہ تھا کہ جہاں تک گزشتہ خلیفہ کی طرف سے اعلان کا تعلق ہے میرا یہ مقام نہیں تھا کہ میں اس کے خلاف کوئی رائے ظاہر کرتا اور جہاں تک میرے اپنے تخمینہ کا تعلق تھا میں کم سمجھا کرتا تھا اس لئے ان دونوں مسائل کے دوران سے ہمیشہ میں نے سچے گریز کی راہ یہ اختیار کی کہ جب کبھی کسی سوال کرنے والے نے سوال کیا تو میں نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں ساری دنیا کے احمدیوں کی تعداد کا تخمینہ نہ لگا سکا ہوں نہ یہ کسی کے لئے ممکن ہے کہ حقیقتاً یہ تخمینہ لگا سکے کیونکہ اس کی راہ میں بہت سی مشکلات ہیں لیکن مجھ سے پہلے خلیفہ نے ایک تخمینہ پیش کیا تھا جو ایک کروڑ کا تھا اور یہی تخمینہ ہے جو جماعت میں رائج ہے اور جب بھی سوال کرنے والے نے مزید کریدا اور میرے ذاتی اندازے کے متعلق گفتگو کی تو میں نے ہمیشہ بلا تردد یہ بتایا کہ میرے خیال میں اس سے کم ہے لیکن مشکل یہ پیش آئی کہ چونکہ باقاعدہ طور پر میں اس مقام پر نہیں تھا اور عملاً میرے لئے ممکن بھی نہیں تھا کہ پہلے تخمینے کے متعلق جانچ پڑتال کر کے اس کی تصحیح کر سکتا اس لئے جماعت میں ہر جگہ ایک کروڑ کی تعداد رائج ہوگئی۔ اس پر مزید یہ مشکل پیش آئی کہ بہت سے لوگوں نے اندازہ لگایا کہ اگر ۲۰ سال پہلے ایک کروڑ تعداد تھی تو اب سوا کروڑ ہوگئی ہوگی اور بعضوں نے اس کو ڈیڑھ کروڑ بھی کر دیا اور یہ اعداد و شمار جب شائع ہونے شروع ہوئے تو جماعت کے لئے بڑی الجھن کا سامنا تھا کہاں ایک کروڑ پھر ڈیڑھ کروڑ، پھر دشمن کی طرف سے تعداد بہت ہی کم تو واقعۃً بہت سے ممالک کے احمدیوں کے لئے یہ ایک بہت ہی مشکل مسئلہ بن گیا۔

اب میں آپ کو مختصراً بتاتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندازے

میں کون سے محرکات تھے، کون سے اسباب تھے جنہوں نے کام کیا ہے۔ ایک تو یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنی صدارت کے زمانہ میں جب پاکستان کے دورے کیا کرتے تھے تو سیالکوٹ گجرات، شیخوپورہ، سرگودھا وغیرہ میں اتنے بڑے بڑے اجتماع ہوا کرتے تھے اور جماعتیں اتنے زور کے ساتھ شرکت کرتی تھیں اور ایسے بھرپور اخلاص کا مظاہرہ کیا کرتی تھیں ایک سرسری تخمینے میں بہت بڑی تعداد دکھائی دیتی تھی۔ ان دوروں کے نتیجہ میں اور کچھ مختلف امراء کی ایسی رپورٹوں کے نتیجہ میں مثلاً جن میں سے ایک کے متعلق مجھے بھی علم ہے کہ سیالکوٹ کے متعلق ایک دفعہ کسی صاحب نے، امیر تو نہیں تھے مگر کسی دوسرے نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو یہ اثر دیا کہ سیالکوٹ میں تو کوئی جگہ ہی نہیں جہاں احمدی نہ ہوں۔ تقریباً سارا سیالکوٹ احمدیت سے بھر گیا ہے جبکہ یہ بات امر واقعہ نہیں ہے۔ سیالکوٹ میں جہاں جماعتوں کے گچھے ہیں اور جہاں عموماً لوگ دوروں پر جاتے ہیں۔ وہاں واقعی یہی منظر دکھائی دیتا ہے لیکن بڑے بڑے علاقے ہیں جو بالکل خالی پڑے ہیں چنانچہ جب میں نے دورے کئے تو میں نے یہ دیکھا اور مجھے اس سے اندازہ ہوا کہ کیوں غلطی ہو جاتی ہے کہ اگر میں صرف احمدی علاقوں کے دورے کر کے آتا تو میرے پر بھی یہی تأثر ہوتا لیکن میں نے دوسرے علاقوں کے بھی دورے کئے کیونکہ وقف جدید کے تابع میں یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ کون سے خلاء رہ گئے ہیں وہاں کوشش کی جائے اور جب خلا والے علاقے دیکھے تو دیکھ کر ہول آتا تھا کہ سیالکوٹ جیسے ضلع میں جہاں جماعت کے متعلق اتنا رعب ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں جماعت پھیل چکی ہے دسیوں میل کے ایسے علاقے ہیں جہاں کوئی احمدی گاؤں نہیں یعنی بعض علاقوں میں ایک بھی گاؤں نہیں جہاں ایک احمدی بھی ہو تو اس سے طبیعت پر بہت فکرمندی پیدا ہوتی تھی لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض علاقوں کے دورہ سے واقعی یہ اثر بھی پڑتا تھا کہ گویا سارا سیالکوٹ احمدیت کی جھولی میں آ گیا ہے۔ تو ایک وجہ یہ ہوگی، دوسری وجہ یہ کہ جماعت کی تاریخ میں مختلف ادوار ایسے آئے ہیں جن میں بعض علاقوں میں کثرت سے احمدیت پھیلی ہے اور تاریخ نے ان باتوں کو محفوظ کیا ہے اور بہت سے ایسے ادوار ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے دیکھے ہوئے ہیں جو مجھ سے عمر میں ۱۷ سال بڑے تھے اور اس کے تأثرات آپ کے ذہن پر تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب آپ نے جہلم کا دورہ کیا تو حضور نے مجلس میں بیان فرمایا کہ یہاں بڑے بڑے علاقے احمدی ہیں۔ اس وقت صاحبزادہ مرزا منیر احمد

صاحب نے جن کی کوٹھی پر آپ قیام فرمارہے تھے عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جب یہاں تشریف لائے تھے تو ایک ہی دن میں ۱۶۰۰ بیعتیں ہوئی تھیں لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ آہستہ آہستہ یا کہیں اور چلے گئے یا ضائع ہوگئے اور دشمن کے دباؤ کی وجہ سے پیچھے ہٹ گئے۔لیکن اب ۶۰۰ بھی نہیں رہے اور وہ ایک دن کی بیعتیں تھیں۔تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ذہن پر ان تاریخی واقعات کا بھی اثر تھا اور امر واقعہ یہ ہے کہ لوگ جو پیچھے ہٹے ہیں وہ کلیۃً پیچھے نہیں ہٹا کرتے ان سے جب بھی تذکرہ ہو اور ذرا سا انسان کریدے تو معلوم ہوتا کہ ان کے دل میں احمدیت کی صداقت موجود ہے اور وہ دشمن کے دباؤ کی وجہ سے گمنام سے ہوگئے۔تو ایک تخمینہ لگانے والا تاریخی واقعات کو بھی اپنے تخمینے میں شامل کرسکتا ہے اور یہ اندازہ کرسکتا ہے کہ ایک علاقے میں جہاں دیہات کے دیہات اور جہاں بہت بڑے بڑے بارسوخ آدمی چند دنوں کے اندر اندر احمدی ہوئے تھے اس لئے اس علاقہ میں لازماً ۱۰۔۲۰ ہزار کی تعداد میں لوگ احمدی ہوں گے یہ واقعہ ۱۰۰ سال پہلے کا ہے تو اندازہ کریں کہ رفتہ رفتہ ان لوگوں میں سے ان کے بچے بھی اگر احمدی ہوں تو تعداکتنی بن جاتی ہے۔

پھر مجھے ایک تجربہ صوبہ سرحد کے دورے کا ہوا۔اس سے بھی مجھے اندازہ ہوا کہ کیوں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ذہن پر تعداد کا بہت زیادہ اثر ہے۔میں جب کوہاٹ گیا تو کوہاٹ سے بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خان کا دورہ کیا وہ سڑک جو کوہاٹ سے ڈیرہ اسماعیل خان تک جاتی ہے۔اس پر بعض جگہ مجھے ایسے بورڈ آویزاں دکھائی دیئے جس سے پتہ لگتا ہے کہ احمدی گاؤں ہے اور احمدی بستی وغیرہ اس قسم کے نام تھے جب میں نے دریافت کیا تو ایک مقامی دوست نے بتایا کہ واقعۃً یہ بستیاں احمدی تھیں اور محض نام کی بات نہیں ہے چنانچہ ڈیرہ اسماعیل خان میں سوال و جواب کی ایک بہت بڑی مجلس منعقد ہوئی جس میں اس علاقے کے اکثر معززین تشریف لائے ہوئے تھے۔دوران گفتگو رفتہ رفتہ لوگ کھلنے شروع ہوئے اور جب میں نے یہ محسوس کیا کہ ان کے دلوں پر بہت گہرا اثر ہے تو بعض سے میں نے بات چھیڑ دی کہ یہ بات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے اصل قصہ کیا ہے؟ تو ان میں سے ایک صاحب نے اٹھ کر بتایا کہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کے زیر اثر یہ سارا علاقہ تھا اور اس وقت یعنی آپ کی شہادت کے وقت تقریباً سب کے سب احمدی ہوگئے تھے اور اس نے بتایا کہ میرا گاؤں فلاں پہاڑ کی چوٹی پر ہے جس رستے سے آپ گزر کر آئے ہیں اسی رستے

سے اوپر رستہ جاتا ہے میں گواہ ہوں کہ ہمارا سارا گاؤں احمدی تھا اور آج تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں ہمارے گھر میں پڑی ہوئی ہیں کوئی آدمی جا کر دیکھنا چاہے تو لائبریری میں آپ کی کتابیں ملتی ہیں۔

پھر صوبہ سرحد کے ایک اور آدمی نے گواہی دی جو ایک وقت میں مرکزی حکومت کے وزیر بھی رہے کہ ان کے والد بھی احمدی، ان کے خاندان میں بہت سے احمدی اور اس علاقے میں ان کے اثر کی وجہ سے بہت سے احمدی ہوئے لیکن بعد میں سیاست کی وجہ سے ملاں کے زور کی وجہ سے وہ لوگ دب گئے تو انہوں نے کہا کہ دل سے تو میں آج بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں اور میں ابھی بھی بعض دفعہ ان کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں جو میرے والد کی لائبریری میں ہیں مگر ہمت نہیں سیاست کی کمزوری ہے اس کی وجہ سے توفیق نہیں کہ کھل کر کہہ سکوں۔ یہ بھی بتایا کہ میرے والد مجھے قادیان لے جایا کرتے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے مصافحہ کی خاطر مجھے کہا کرتے تھے کہ آؤ میرے ساتھ چلو (مصافحہ نہیں کہنا چاہئے آپ کے قرب کی سعادت حاصل کرنے کے لئے صحبت کی سعادت حاصل کرنے کیلئے) کہتے ہیں جب میں پہلی دفعہ گیا تو میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا تو میرے والد نے زور سے ہاتھ مار کر کلائی سے میرے بازو کو نیچے کیا اور کہا کہ گھٹنوں کو ہاتھ لگاؤ تم اس لائق نہیں ہو کہ مصافحہ کرو۔ تو یہ سیاسی لحاظ سے علاقہ کے بہت معزز انسان تھے اور دل میں گہری عقیدت بھی تھی اور بچوں پر بھی اس کا اثر رہا لیکن نام کے لحاظ سے وہ احمدی نہیں۔ تو چونکہ یہ دور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے دیکھے ہوئے تھے اور ان کے بعد کے اثرات کا میں نے مطالعہ کیا اس سے مجھے یقین تھا اور اب بھی یقین ہے کہ اگر ان سب کو شامل کر لیا جائے اور وہ خاندان یا وہ علاقوں کے علاقے جو کسی زمانہ میں احمدی ہوئے اور بعد میں کمزوری دکھا گئے تو یقیناً اس تعداد میں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بیان فرمائی کوئی مبالغہ نہیں ہے لیکن جہاں تک ارادے یا نیت کا تعلق ہے اس میں مبالغے کا سوال ہی کوئی نہیں پیدا ہوتا۔

اب رہا یہ سوال کہ ایسا کیوں ہوا اور خدا تعالیٰ نے ایسا کیوں کرنے دیا۔ تو اس کے متعلق قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بعض دفعہ الٰہی حکمتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک جماعت اپنے آپ کو مدمقابل کے سامنے زیادہ سمجھے اور مدمقابل کو تھوڑا سمجھے۔ نسبت کی بات ہے اگر مدمقابل تھوڑا

دکھائی دیتا ہے تو مقابل پر اپنی تعداد زیادہ دکھائی دے گی اور یہ الٰہی حکمت ہوتی ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ایک سے زائد مرتبہ یہ الہام ہوا کہ نصرت بالرعب کہ مجھے رعب کے ذریعہ نصرت عطا کی گئی تو جماعت کا ایک رعب بھی ہے اور وہ رعب بہت بڑا ہے اس رعب کے مقابل پر ہماری تعداد تھوڑی ہے لیکن اس رعب پر جب نظر جاتی ہے تو کروڑ سے بھی زیادہ دکھائی دیتی ہے اور خدا تعالیٰ کی تقدیر بعض دفعہ ایسا کیا کرتی ہے۔ چنانچہ میں نے قرآن کریم کی جن آیات کی تلاوت کی ہے اس پر کوئی جاہل مولوی تو اعتراض کرسکتا ہے مگر صاحب فراست جو انسانی نفسیات پر نظر رکھتا ہے اس کے لئے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یاد کرو وہ وقت جبکہ میں نے تجھے رویا میں دشمن کی تعداد کم دکھائی اب پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دکھا رہا ہے نعوذ باللہ جھوٹی رویا دکھائی اور خدا تعالیٰ کو غلط بیانی کی کیا ضرورت تھی اگر نعوذ باللہ مولوی کی تعریف میں یہ غلط بیانی کہلائے تو یہ عجیب وغریب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ خود دکھا رہا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ میں نے ایسا کیا اور تجھے تعداد کم دکھائی تو اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دل پر الٰہی تصرف کے تابع دشمن کم اور اپنی تعداد کے زیادہ ہونے کا اثر پڑا تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔ اسی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی ایک حکمت تھی وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ اگر تمہیں ان کی تعداد زیادہ دکھائی دی جاتی جیسا کہ تھی اور نسبت کے لحاظ سے تم کم ہوجاتے اور وہ زیادہ ہوجاتے تو تم میں سے بہت سے ایسے کمزور ہیں جو پھسل جاتے اور ٹھوکر کھا جاتے اور آپس میں تم لوگ اختلاف شروع کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ سینوں کے راز کو بہتر جانتا ہے۔

لیکن پھر بھی یہ سوال رہ جاتا ہے کہ اس کے باوجود واقعات کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں رؤیا دکھائی گئی تأثر اور چیز ہے تأثر میں غلطی لگ جایا کرتی ہے مگر اللہ رؤیا دکھائے اور آنحضرت ﷺ کو دکھائے اور واقعات کے خلاف ہو یہ عجیب بات ہے جو قابل فہم نہیں ہے اس کا جواب اگلی آیت میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا کہ اے مومنو! جب تم خود جاگے ہوئے اپنی آنکھوں سے ان کو دیکھ رہے تھے اور ان کی تعداد کو کم سمجھ رہے تھے وہ وقت یاد کرو تو اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں آنحضرت ﷺ کو یہ واقعہ دکھایا

ہے ایک ایسا واقعہ جس نے ظہور میں آنا تھا جو حقیقت تھی کہ جب دشمن کے سامنے مسلمانوں کی فوج صف آراستہ تھی اس وقت مسلمانوں نے جو اپنے اندازے کئے وہ بعینہٖ یہی تھے جو رؤیا کے مطابق تھے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا تصرف ایسا عظیم الشان ہے کہ غلط بات دکھائے بغیر وہ تاثر پیدا فرما دیا جس کا پیدا فرمانا مسلمانوں کی بقا کے لئے ضروری تھا اور حیرت انگیز ہے فرمایا: وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ الٰہی تصرف کے مطابق جاگے ہوئے ایک چیز کا کم دکھایا جانا یا زیادہ دکھایا جانا یہ جھوٹ میں شامل نہیں ہے اور خدائی تصرف نے مسلمانوں کو وہ نظارہ دکھا دیا جس کے اندر ایک مصلحت یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ کی رؤیا حقیقۃً سچی ثابت ہو اور یہ سارے مسلمان اس بات کے گواہ بن جائیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے سچ دیکھا اور سچ فرمایا، ورنہ اگر نعوذ باللہ ایسا نہ ہوتا اور آنحضرت ﷺ یہ کہہ کر مسلمانوں کو میدان جنگ میں لے جاتے جیسا کہ آپؐ نے ان کو فرمایا تھا کہ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ دشمن کی تعداد تھوڑی سی ہے کوئی حرج نہیں ہے چلو وہاں دشمن زیادہ دکھائی دیتا تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنی بڑی قیامت آتی اور کتنا بڑا فتنہ پیدا ہو جاتا یعنی کمزور ایمان والوں کے لئے۔ سچے مومنوں کے لئے تو فتنے کا کوئی مقام نہیں ہوا کرتا اور اللہ کی شان دیکھیں کہ ان میں سے ہر شخص، ہر مجاہد جو اس غزوہ میں شامل تھا ہر ایک کی آنکھوں نے یہی نظارہ دیکھا جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو دکھایا گیا تھا کہ دشمن کم ہے اور آپ تعداد میں زیادہ ہیں۔

پس جماعت احمدیہ کی تقویت کے لئے اور ان کو سہارا دینے کے لئے اور بہت قوی اور بڑے دشمن کے رُعب سے بچانے کی خاطر خدا تعالیٰ نے میں سمجھتا ہوں کہ اپنے تصرف کے تابع یہ انتظام فرمایا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا جو اندازہ تھا وہ ایک الٰہی تصرف کے تابع تھا لیکن جب حقیقت میں اعداد وشمار پر بحث ہو تو اس وقت احمدیوں کا اس بات پر اصرار کرنا کہ ہم ضرور اتنے ہیں یہ درست نہیں ہے یا اس کو مزید بڑھا چڑھا کر بیان کرنا یہ بھی درست نہیں ہے اس میں احتیاط کرنی چاہئے۔

اس کا موقعہ اس لئے پیش آیا کہ ایک جگہ سے مجھے خط آیا کہ تعداد کے اوپر میری کسی سے گفت وشنید ہوئی اور اس نے حتماً کہا کہ ہرگز تم اتنے نہیں اور میں تیار ہوں کہ میں اس بات پر مباہلہ کر لوں۔ ایک تو مباہلہ کا مضمون عام ہو گیا ہے یہاں تک کہ پاکستان کے ایک جاہل مولوی نے یا کسی نے تعداد کے معاملہ میں مجھے مباہلہ کا چیلنج دیا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ذہن پر یہ اثر ہو گا اس لئے اس

نے کہا کہ میں مباہلہ کرتا ہوں میں نے کہا: ہرگز مباہلہ نہیں کرنا کبھی اندازوں میں بھی مباہلے ہوئے ہیں اور پھر تعداد کا مضمون ایسا مضمون ہی نہیں ہے جس میں مباہلے کئے جائیں۔ کسی کی صداقت کا مضمون ایسا مضمون ہے جس میں مباہلے کئے جاتے ہیں یہ تو ایک لغو بات ہے کہ ہر بات کو کھیل بنالو اور مباہلہ کرلو حالانکہ مباہلے کا مطلب یہ ہے کہ خدا ضرور تمہارے مدمقابل کو تمہاری زندگی میں ہلاک یا رسوا کردے۔ تو کیوں خدا کی تقدیر کو آپ خواہ مخواہ اپنے اندازوں کے تابع بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا کی تقدیر کا تقدس تقاضا کرتا ہے کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں ایسے بڑے بڑے دعوے نہ کیا کریں تو اس لئے بھی مجھے ضرورت پیش آئی ہے کہ اس مضمون کو ایک دفعہ خوب اچھی طرح کھول دوں۔

جہاں تک دشمن کے دعاوی کا تعلق ہے وہ ویسے ہی مضحکہ خیز ہیں اور ایک دوسرے کو جھٹلانے والے ہیں اور اتنے لغو ہیں کہ کوئی بچہ بھی ان کو سن کر ان سے متاثر نہیں ہوسکتا میں اس کی چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ وہ جو احمدیوں پر مبالغے کا الزام دھرتے ہیں ان کی اپنی کیفیت کیا ہے ان کے نزدیک جماعت احمدیہ کی تعداد کیا ہے اور ان کے اندازوں میں اختلافات کیا کیا ہیں اسکے چند نمونے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

ایشیا جو جماعت اسلامی کا ہفت روزہ رسالہ ہے۔ ۲۹ /نومبر ۱۹۷۰ء کو اس نے اپنی اشاعت میں لکھا کہ: ''پاکستان میں ۱۱ کروڑ مسلمان بستے ہیں جبکہ قادیانیوں کی کل تعداد چند لاکھ بھی نہیں'' یاد رکھئے! یہ ان کا ۲۹ /نومبر ۱۹۷۰ء کا اعلان ہے اس کے ۳ مہینے بعد ہفت روزہ چٹان میں جماعت اسلامی کے سرکردہ لیڈر سید اسعد گیلانی کا یہ بیان شائع ہوا کہ

''مغربی حصے میں (یعنی مشرقی پاکستان کو الگ کر کے مغربی پاکستان میں) ۲۲ لاکھ سے زائد قادیانی اقلیت اپنے سارے وسائل کے ساتھ پیپلز پارٹی کی رضا کار تنظیم بن گئی۔'' یعنی ۳ مہینے پہلے چند لاکھ بھی نہیں تھے ۵ سے بھی کم اور ۳ مہینے کے بعد ۲۲ لاکھ ہو گئے جن میں اکثریت رضا کاروں کی تھی۔ اب اس قسم کے تخمینوں سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ ان میں نہ کوئی تک نہ کوئی حساب جو منہ میں آئے انٹ شنٹ کہتے چلے جاتے ہیں۔ کبھی جہاں دل چاہا تعداد کو کم کردیا جہاں دل چاہا بڑھا دیا۔ اس کے مقابل پر جو جماعت کا تخمینہ ہے وہ اگر زیادہ بھی ہو تو اس کے حقیقت سے زیادہ ہونے کے لئے کچھ جواز بھی موجود ہیں جیسا کہ میں نے بیان کئے ہیں۔

تاریخی طور پر جماعت ایک دفعہ اتنی پھیل چکی ہے کہ ایک کروڑ سے زائد یقیناً اس کی تعداد پہنچ چکی ہے لیکن جو لوگ نام کے نہیں رہے یا خاندان کے خاندان یا علاقوں کے علاقے جو پیچھے بھی ہٹ چکے ہیں اگر آپ ان سے رابطے کریں اور مولوی کے معلوم کرنے کا خوف ان کو دامنگیر نہ ہو تو وہ آپ کے سامنے آج بھی یہی گواہی دیں گے۔ چنانچہ ایک دفعہ کی بات نہیں، بیسیوں مرتبہ مجھ سے ایسا ہوا ہے کہ وہ احمدی جن کے آباؤ اجداد احمدی تھے جو جماعت کے ریکارڈ میں ایک دفعہ احمدی کے طور پر لکھے گئے ان کی اولاد غیر احمدی ہوتے ہوئے بھی جب علیحدگی میں ملتی ہے تو تھوڑی سی بے تکلفی کے بعد ان کے دل سے یہ آواز اٹھتی ہے اور وہ اقرار کرتے ہیں کہ احمدیت سچی ہے ہمارے بزرگ والدین درست تھے ہم بھی دل سے احمدی ہیں مگر مجبور ہیں۔ بنگال میں بھی مجھے اس کا بارہا تجربہ ہوا۔ ادھر پنجاب میں ہوا، سرحد میں ہوا، ابھی کچھ عرصہ پہلے جہلم ہی کے ایک علاقے کے (جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے) ایک معزز خاندان کے دوست تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان سے میری بات ہوئی انہوں نے کہا: ہاں جی! میں جانتا ہوں، ہمارے آباؤ اجداد سارے کے سارے، سارا علاقہ احمدی تھا اور دل کی بات پوچھیں تو میں بھی احمدی ہوں، اور ہمارے دل میں حضرت مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت جاگزیں ہے مگر مجبور ہیں۔ ہم لوگ سیاسی بن چکے ہیں، دنیادار ہو گئے تو اس کیلئے ایک جواز ہے۔ ایسا جواز نہیں جو محض دور کا جواز ہو واقعۃً پچھلی سو سالہ تاریخ میں جماعت ایک کروڑ کی حدوں کو مس کر چکی ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ان لوگوں سے دوبارہ رابطے زندہ کریں۔ جو لوگ کھوئے گئے یا پیچھے ہٹے ان کو کھینچ کر لائیں۔ اس لئے اس مبالغہ میں (اگر یہ مبالغہ کہتے ہیں) تو کوئی ایک بنیاد موجود ہے اسے کلیۃً ہوائی بات نہیں کہا جاتا مگر ان کی باتیں آپ سنیئے کیسی ہیں۔ ایک جگہ جماعت اسلامی کے ۱۹۷۰ء کے اعلان کے مطابق چند لاکھ بھی احمدی نہیں اس سے ۱۴ سال کے بعد یعنی ۱۹۸۴ء میں مفتی مختار احمد نعیمی صاحب سیکرٹری جنرل مجلس عمل نے اعلان کیا کہ ’’پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد کسی طرح بھی ایک لاکھ سے زیادہ نہیں‘‘ (روزنامہ وفاق، لاہور۔ ۱۲/ جولائی ۱۹۸۴ء) یعنی اب پہلے تین مہینے کے اندر اندر چند لاکھ سے بڑھ کر ۲۲ لاکھ رضا کاروں تک بات پہنچ گئی پھر تقریباً ۱۴ سال کے بعد وہ تعداد گھٹتے گھٹتے ایک لاکھ بھی نہیں رہی۔ پھر راجہ ظفر الحق صاحب جو ایک زمانے میں مرکزی حکومت میں وزیر تھے ان کا ایک باقاعدہ معین اعداد و شمار کے ساتھ اعلان شائع ہوا۔ وہ کہتے

ہیں۔ ''ملک میں قادیانیوں کی تعداد ایک لاکھ چار ہزار دوسو چوالیس ہے۔'' (روزنامہ وفاق ۔ لاہور) اب یہ ایسی مضحکہ خیز بات ہے کہ ہر احمدی جو پاکستان کی جماعتوں کو جانتا ہے جس نے دورے کئے ہوئے ہیں یا ویسے بھی جلسے دیکھے ہوئے ہیں اس کو پتہ ہے کہ ایک ایک جلسے میں اس سے بہت زیادہ تعداد موجود تھی۔ مجھے یاد ہے جب میرا پاکستان میں ۱۹۸۳ء کا آخری جلسہ تھا تو اس میں ۲ لاکھ ۵۰ ہزار سے زائد حاضرین شامل تھے۔ ان میں سے چند ہزار غیر احمدی بھی ہوں گے کیونکہ احمدی دوست اپنے ساتھ لایا کرتے تھے مگر یہ تو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں اس کے بعد ان کا یہ اعلان ہے کہ ایک لاکھ ۴ ہزار ۲۴۴ ہیں یہ حکومت کی بیان کردہ تعداد ہے۔ اب اس پر مزید چھلانگ انہوں نے یہ لگائی کہ جینیوا میں انسانی حقوق کے عالمی کمیشن کا ایک اجلاس ہوا، جس کے سامنے جماعت احمدیہ کے نمائندوں نے بھی پاکستان میں احمدیوں پر گزرنے والے حالات رکھے اور حکومت کے نمائندے نے باقاعدہ رسمی طور پر وہاں یہ اعلان کیا کہ یہ جو کہتے ہیں ہم اتنی بڑی تعداد میں ہیں اور ۔۔۔ مظالم ہورہے ہیں اور اتنے مظالم ہورہے ہیں یہ سب جھوٹ ہے۔ مظالم ہو بھی رہے ہیں تو تمہیں کیا؟ چھوٹی سی تو جماعت ہے اتنی سی جماعت پر مظالم ہو بھی جائیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ہماری تحقیق کے مطابق سارے پاکستان میں جماعت احمدیہ کی تعداد ۶۰ ہزار ہے۔ تو ایک طرف وہ بھی کم کررہے ہیں اور دوسری طرف ہمیں بھی وہ کم دکھائی دیتے ہیں تو اندازوں کی غلطیوں میں ایک جماعت معصوم ہے اور ایک جماعت عمداً غلط بیانی سے کام لے رہی ہے لیکن یہ الٰہی تصرف ہے کہ وہ ہمیں معمولی سمجھتے ہیں۔ ہم اپنی تعداد کو ان سے زیادہ سمجھتے رہے اور دونوں باتوں فائدہ ہمیں پہنچا ہے کیونکہ جنگ بدر میں بھی ان دونوں غلطیوں کا فائدہ مسلمانوں ہی کو پہنچا تھا اگر ایک بڑی تعداد اپنے مدمقابل کو چھوٹا سمجھے تو وہ اسے حقیر سمجھ کر اتنے ذرائع کام میں نہیں لاتی جتنے ذرائع کی اس جدوجہد میں ضرورت ہونی چاہئے یعنی ذرائع موجود بھی ہوتے ہیں۔ طاقت موجود ہوتی ہے لیکن مدمقابل کو حقیر اور معمولی سمجھ کے وہ پوری کوشش کو بروئے کار نہیں لاتے اس لئے ان کا نقصان ہوتا ہے۔ وہ جماعت جس کے مدمقابل بہت بری طاقت ہو ان کو اگر اتنی طاقت دکھائی دی جائے تو ان کے ڈر کے مارے حوصلے پست ہوجائیں اور ان کی بقاء مشکل ہوجائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے نفسیاتی لحاظ سے اس غلطی کا فائدہ بھی ان کو ہی پہنچایا اور وہ اس حوصلے میں رہتے ہیں کہ نہیں دشمن ٹھیک

ہے بڑا سہی، ہم بھی کون سے کم ہیں، ہماری بھی کافی تعداد ہے یہ مقابلہ خوب رہے گا اس سے ان کے حوصلے جوان رہتے ہیں۔ بہر حال یہ صورت حال ہے جو تعداد کے لحاظ سے مختلف نظریات اور مختلف جہتوں سے اندازے پیش کئے گئے ہیں مگر یہ سب اندازے ہیں۔ میں نے جب بھی اس موضوع پر غور کیا میرے دل سے ہمیشہ دو دعائیں اٹھتی رہی ہیں۔ ایک کے بعد دوسری اور میں آج ان دعاؤں میں بھی آپ کو شامل کرنا چاہتا ہوں اور اس مضمون کا تعلق تبلیغ کے ساتھ باندھ کر آپ کی ذمہ داری آپ پر روشن کرنا چاہتا ہوں۔ میرے دل سے ہمیشہ ایک دعا تو یہ اٹھی کہ اے اللہ! اگر ہم کم ہیں، ایک کروڑ سے کتنا کم ہیں ہمیں علم نہیں لیکن تو یہ تو کرسکتا ہے کہ میری موت سے پہلے ہمیں ایک کروڑ کر دے تا کہ اس تسلی کے ساتھ میں جان دوں کہ میرے پہلے واجب الاطاعت امام خلیفہ نے جو اندازہ پیش کیا تھا میں مرنے سے پہلے یہ یقین سے کہہ سکوں کہ وہ اندازہ درست نکلا۔

دوسری دعا میں نے یہ کی کہ اے خدا! تو مالک ہے قادر ہے یہ بھی تو کرسکتا ہے کہ میرے زمانے میں ایک کروڑ کر دے تا کہ ہم یہ تو کہہ سکیں کہ پہلے تو اندازے تھے اب اعداد وشمار سے ہم تمہیں دکھاتے ہیں اور واقعات تمہاری آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں کہ یہ دیکھو ایک ہی خلیفہ کے زمانے میں خدا تعالیٰ نے ایک کروڑ عطا کئے۔ تو ان دونوں دعاؤں کی قبولیت کا تعلق تو خدا کی ذات سے ہے وہ ارحم الراحمین ہے۔ میری تو دعا یہی ہے کہ وہ دوسری دعا قبول فرمالے لیکن جماعت کی کوششوں اور محنتوں اور مخلصانہ جدوجہد سے بھی اس بات کا تعلق ہے، دعاؤں کو عمل تقویت دیا کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو خوب کھول کر بیان فرمایا ہے کہ کلمہ طیبہ کو عمل صالح رفعت عطا کرتا ہے۔ پس دعاؤں کو بھی نیک اعمال سے رفعت عطا ہوا کرتی ہے اس لئے اگر ساری جماعت یہ کوشش کرے کہ ہم اس دور میں ایک کروڑ اور ہو جائیں تو ہرگز بعید نہیں ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے آثار دکھانے شروع کر دیئے ہیں اور خدا کے فضل سے نہ صرف یہ کہ جماعت میں بیعتوں کا رجحان بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے بلکہ بعض نئے علاقے سامنے آ رہے ہیں جن کے متعلق توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری التجاؤں کو قبول فرمائے اور جماعت کو خدمت کی توفیق بخشے تو علاقوں کے علاقے احمدی ہوں گے۔ جہاں تک ان اعداد وشمار کا تعلق ہے جن کے متعلق ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے اور سو فیصد درست اعداد وشمار ہیں۔ جن کے متعلق تحریری طور پر بیعتوں کا ریکارڈ موجود ہے۔ وہ اب میں

میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ خدا کی تقدیر حرکت میں ہے اور قبولیت دعا کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اگر ساری جماعت دعوت الی اللہ کے کام کو سنجیدگی سے لے اور دعائیں کر کے ہر شخص یہ کوشش کرے کہ میں ایک سے دو اور دو سے چار ہونا شروع ہو جاؤں تو مجھے کامل یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں خدا تعالیٰ یہ عظیم خوشخبریاں دکھائے گا۔

جب میں انگلستان پہنچا ہوں تو اس سال دسمبر ۸۴ء تک ۴۸۴۱ بیعتیں ہوئی ہیں۔ پاکستان میں تو ہم نے ان دنوں میں ریکارڈ ظاہر کرنا بند کر دیا تھا۔ ابھی بھی بند ہیں لیکن یہ میں باہر کی دنیا کی بتا رہا ہوں۔ اگلے سال یہ بڑھ کر ۹۵۲۳ ہو گئیں۔ اس سے اگلے سال ۱۲۶۸۹ اور اس سے اگلے سال ۱۵۰۵۹ گویا پہلے تین سال میں تقریباً ۲۵ ہزار اور چوتھے سال کو ملا کر ۴۰ ہزار کے قریب ۴ سال میں بیعتیں ہوئی ہیں اور بقیہ سالوں کا اندازہ کر لیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ ترقی دے رہا ہے۔ اب تک میرے یہاں قیام کے دوران موجودہ سال نکال کر ۲ لاکھ ۳۷ ہزار ۸۶۷ بیعتیں ہو چکی ہیں تو کہاں وہ ۴ ہزار فی سال کی تعداد اور کہاں یہ تیزی کے ساتھ بڑھتا ہوا رجحان کہ گزشتہ ۷ سال میں پہلے چار سال کے معمولی چند ہزار شامل کر کے دو لاکھ ۳۷ ہزار بیعتیں ہو چکی ہیں اور جو موجودہ سال ہے اس میں بھی میرا اندازہ ہے کہ چالیس کے اوپر پچاس کے لگ بھگ ہوں گی۔ اب تک جو چند مہینوں کے اعداد وشمار آچکے ہیں۔ ان میں ۲۰ ہزار سے زائد تو موصول ہو چکی ہیں اسلئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ تعداد ۵۰ کے لگ بھگ ہوگی۔ تو اگر ۴۰ بھی شمار کریں تو ان ۸ سالوں میں کل تعداد ۲ لاکھ ۷۷ ہزار ۸۶۷ بنتی ہے تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان چند سالوں میں جماعت کی رفتار کو کس تیزی سے بڑھانا شروع کیا ہے اور بعض ایسے علاقے ہیں جہاں کام ہو رہا ہے اور ان کے نتائج کے متعلق میں امید رکھتا ہوں کہ جس طرح درختوں کے پھل پکنے میں کچھ وقت لیتے ہیں لیکن پکنے کا عمل سب پھلوں پر شروع ہو چکا ہوتا ہے اسی طرح بعض علاقے ایسے ہیں جہاں پھل پک رہے ہیں۔

پس اگر ہم دعاؤں میں غفلت نہ دکھائیں، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور جماعت کو خدمت کی توفیق بخشے تو جو پھل پک رہے ہیں یہ اکٹھے جھولی میں گریں گے اور تھوڑے عرصے کے اندر اندر لکھوکھہا بیعتیں ہو سکتی ہیں۔ پس جو باتیں میں اب آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اس میں کوئی تخمینہ نہیں ہے۔ یہ واقعات کی دنیا کی باتیں کر رہا ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ بظاہر ناممکن دعاؤں کو

بھی سن لیتا ہے اوران کو بھی قبول فرمالیتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم دعاؤں کے ذریعہ بھی اور نیک مخلصانہ عمل اور جدوجہد کے ذریعے بھی خدا کے فضلوں کو کھینچنے والے ہوں اور تعداد کے متعلق دشمن جو تعلّی کرتا ہے یا تمسخر آمیز باتیں کرتا ہے وہ ساری باتیں دشمن کے منہ پر پڑیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو سارے عالم میں سرخرو کرے۔ جہاں تک رعب کا تعلق ہے آج بھی آپ کا رعب تمام عالم میں ایک کروڑ سے زائد کا رعب ہے۔ واقعتاً اس تعداد کے بڑھنے سے یا ڈیڑھ گنا یا دوگنا ہونے سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ساری دنیا میں ایک تہلکہ مچ جائے گا اور پھر ہماری رفتار کے پیمانے بڑی تیزی کے ساتھ مزید وسعت پذیر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ امین۔

پس دعوت الی اللہ کے کام کو معمولی نہ جانیں۔ میں ہمیشہ اسی نیت سے آپ کو دعوت الی اللہ کی تلقین کرتا ہوں کہ یہ دو آرزوئیں ہیں خدا کے فضل کے ساتھ پوری ہوں اور آپ کے سینے بھی کھلیں اور میرا سینہ بھی کھلے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت دن دگنی رات چوگنی اس تیزی سے ترقی کرے کہ دشمن کے ارادے ناکام اور نامراد ہو جائیں اور دشمن یقین کر لے کہ وہ ہمیشہ کے لئے شکست کھا چکا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین